سوال

(122) طلاقِ ثلاثہ کا شرعی حکم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسمی محمد نواز بن اسماعیل مہاجر نے گھریلو ناچاقی کی بنا پر اپنی بیوی بشریٰ کو تین دفعہ یہ الفاظ کہے : میں نے تمہیں طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی ۔ پھر اس عمل پر ندامت کے باعث اگلی ہی رات اپنی بیوی سے رجوع کر لیا اور اس واقعہ سے ڈیڑھ ماہ بعد مولوی عطاء اللہ حنفی نے محمد نواز کے چھوٹے بھائی محمد یار سے جو کہ نابالغ تھا نکاح کر دیا جبکہ بیوی محمد نواز کے پاس ہی رہی ۔ ۵ دن بعد مولوی صاحب نے خاوند کی والدہ کی موجودگی میں اس نابالغ خاوند سے تینوں طلاقیں اکھٹی واپس لے لیں ۔ نیز مولوی صاحب نے ہدایت کی کہ حلالہ کے دوران بیوی اپنے پہلے خاوند محمد نواز ہی کے پاس رہے گی ۔ کتاب وسنت کی روشنی میں ہماری راہنمائی کریں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامیہ میں مرد وزن کے درمیان ناچاقی کی بناء پر جو تفریق ہو جاتی ہے اس کا حل بڑے ہی احسن انداز میں فرمایا ہے ۔ جب ایک خاوند اور بیوی کے درمیان تنازع اور اختلاف جنم لیتا ہے اور ان میں مودت و محبت ختم ہو جاتی ہے اور مرد اپنی منکوحہ کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتا تو اسے شریعت کی رو سے حق حاصل ہے کہ وہ اسے طلاق دے کر فارغ کر دے ۔ طلاق کا صحیح طریق کار یہ ہے کہ مرد اپنی زوجہ کو اس طہر میں جس میں اس نے مجامعت نہیں کی ایک طلاق دے دے اور بیوی کو اسی حال میں چھوڑ دے یہاں تک کہ عدت پوری ہو جائے ۔ اختتام عدت پر بیوی کو ایک طلاق بائن پڑ جاتی ہے ۔ دورانِ عدت اگر خاوند کو ندامت وغیرہ ہو اور وہ اپنی بیوی سے رجوع کرنا چاہتا ہے تو اسے رکھ سکتا ہے اور اگر عدت گزرنے کے بعد دونوں میں صلح ہو جائے تو نکاح جدید کے ساتھ دوبارہ اپنا گھر آباد کر سکتے ہیں اور اگر شوہر عدت کے بعد بیوی کو بسانا نہ چاہے تو عورت آزاد ہے وہ کہیں اور اپنا عقد کروا سکتی ہے ۔ اگر پہلی طلاق کے بعد شوہر اپنی مطلقہ کو زوجیت میں لے لیتا ہے اور اس کے ساتھ اپنے تعلقات بحال کر لیتا ہے اور پھر کسی وقت دونوں میں شیطانی وساوس و خطرات کی بنا پر حالات کشیدہ ہو گئے اور صلح و صفائی نہ ہو سکی تو دوسری طلاق دے سکتا ہے جیسا کہ اوپر مذکورہ ہوا ۔ اور دوسری طلاق کے بعد عدت کے دوران مرد کو رجوع کا حق ہے اور عدت کے بعد نکاح جدید سے دوبارہ خانہ آبادی ہو سکتی ہے اس کے بعد پھر کبھی تیسری طلاق دے ڈالی تو عورت قطعی طور پر حرام ہو جائے گی اور رجوع کا حق ختم ہو جائے گا ۔ عورت عدت گزر کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کروا سکتی ہے اور یہ نکاح شرعی طریقے کے مطابق زندگی بسر کرنے کی نیت سے ہو نہ کہ شوہر اول کے لئے حلال ہونے کی غرض سے ۔ ۔ ۔ اب اگر زوج ثانی فوت ہو گیا یا زندگی میں کبھی اس نے طلاق دے دی اور یہ عورت دوبارہ اگر شوہر اوّل کی طرف لوٹنا چاہے تو عدت کے بعد اس کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے اور ایسا واقعہ ہزاروں میں سے شاید کوئی ایک آدھ ہوا ہو ۔

زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنی بیویوں کو کئی کئی بار طلاق دیتے اور عدت کے اندر رجوع کرتے رہتے تھے نہ عورت کو صحیح بساتے اور نہ ہی آزاد کرتے ۔ مقصد زوجہ کو تنگ کرنا ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے اس دستور کو ختم کر کے دو بار رجوع کا حق دے دیا اور تیسری بار بالکل ان کا رشتہ ختم کر ڈالا ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ...۲۲۹ ...البقرة

''طلاق (جس کے بعد خاوند رجوع کر سکتا ہے) دوبار ہے پھر دو طلاقوں کے بعد یا تو دستور کے موافق اپنی بیوی کو رہنے دے یا اچھی طرح سے رخصت کر دے۔'' (البقرہ : ۲۲۹)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے (الطّلاق مرّتٰن) فرمایا ہے اور مرّتان مرّۃ کا تثنیہ ہے جس کا مطلب صاف ہے کہ طلاق دو مرتبہ وقفہ بعد وقفہ ہے نہ کہ اکھٹی دو طلاقیں اور اس کی کئی مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔ ایک مقام پر فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ...٥٨ ...النور

''اے ایمان والوں تم سے تین مرتبہ تمہارے غلام اور نابالغ بچے بھی اذن طلب کیا کریں نماز فجر سے پہلے اور جب تم دوپہر کو اپنے کپڑتے اتارتے ہو۔ اور عشاء کی نماز کے بعد اور یہ تین اوقات تمہارے لئے پردے کے ہیں۔'' (نور : ۵۸)

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ثلاث مرّات کا لفظ استعمال کیا ہے جو کہ مرّۃ کی جمع ہے اور ساتھ ہی اس کی وضاحت بھی کر دی کہ یہ تین اوقات وقفہ بعد وقفہ ہیں جس سے معلوم ہوا کہ مرّۃ میں دفعہ کا مفہوم شامل ہے۔ لہٰذا (الطّلاق مرّتٰن) کا معنی یہ ہوا کہ دو مرتبہ وقفہ بعد وقفہ طلاق ہے جس میں مرد کو رجوع کا حق حاصل ہے۔ اگر بیک وقت ان طلاقوں کا نفاذ کر دیا جائے تو مرد کو اللہ نے جو سوچ بچار کا وقفہ فراہم کیا تھا وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے شریعت اسلامیہ میں بیک وقت اکھٹی تین طلاقیں دینے کو شرع سے مذاق قرار دیا گیا ہے جیسا کہ سنن نسائی کتاب الطلاق میں حدیث ہے کہ ایک آدمی نے عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں تین اکھٹی طلاقیں دے دیں تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا :

((أيلعب بكتاب الله وأنا بين أظهركم أو كما قال ؟))

''کیا میری موجودگی میں اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے۔''

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ اکھٹی تین طلاقیں دے دینا شریعت کے ساتھ مذاق ہے اور حرام و ناجائز ہے۔

(الطّلاق مرّتٰن) کے بعد پھر آگے ارشاد فرمایا :

فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يَتَرَاجَعَا إِن ظَنَّا أَن يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۲۳۰ ...البقرة

''پھر اگر وہ اس کو طلاق دے دے (یعنی تیسری طلاق) تو اب وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے پھر اگر وہ (شوہر ثانی) اس کو طلاق دے دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ آپس میں رجوع کر لیں اگر انہیں یقین ہے کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔'' (البقرہ : ۲۳۰)

یعنی اس طرح وقفہ بعد وقفہ تیسری طلاق واقع ہو جائے تو عورت مرد کے لئے قطعی طور پر حرام ہو جائے گی تاوقتیکہ عورت کا خانہ آبادی کی خاطر کسی دوسرے مرد سے نکاح ہو اور حسب دستور زندگی گزاریں اور پھر کبھی ناچاقی ہو تو زوج ثانی طلاق دے دے یا فوت ہو جائے تو پھر شوہر اوّل کی طرف بیوی لوٹ سکتی ہے۔ بیک وقت اکھٹی تین طلاقیں دے دینے سے صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے شریعت اسلامیہ کا یہی فتویٰ ہے اور عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہی طریق کار تھا جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

((كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ، فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ، فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ))

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دو سالوں میں اکھٹی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھی۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس کام میں لوگوں کے لئے سوچ وبچار کی مہلت دی گئی تھی اس میں انہوںنے جلدی کی۔ اگر ہم ان تینوں پر لازم کر دیں۔۔۔ توانہوں نے اس فیصلے کو ان پر لازم کر دیا۔''
(صحیح مسلم ۴۷۷/۱، مسند احمد ۳۱۴/۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں اکھٹی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھی اور عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ شرعی فیصلہ تھا کیونکہ دین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص پر وحی نازل نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو فیصلہ کیا وہ تہدیداً اور بطورِ سزا کے تھا نہ کہ شرعاً اس طرح درست تھا۔

اور یہ فیصلہ اگر شرعی تھا سیاسی وتعزیری نہ تھا تو عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، عہدِ ابی بکر اور خود ان کے ابتدائی دو سالوں میں جو فیصلہ تھا پھر اس کی کیا حیثیت بنتی ہے یہی بات ہے کہ حنفی علماء نے بھی اس کو تعزیری اور سیاسی فیصلہ ہی تسلیم کیا ہے جو کہ ایک حاکم وقت بعض اوقات جاری کر دیتا ہے اس بات کی تفصیل فقہ حنفی کی معروف کتاب جامع الرموز کتاب الطلاق اور حاشیہ طحطاوی ۱۱۵۲ پر موجود ہے۔

لہٰذا سال مذکور نے جو اپنی زوجہ کو تین اکھٹی طلاقیں دے دیں وہ شرعاً ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے اور سائل نے ایک دن بعد جو اپنی زوجہ سے رجوع کر لیا یہ اس کا شرعی حق ہے جو اللہ تعالیٰ نے (الطّلاق مرّتٰن) میں عنایت فرمایا اور اس کے بعد حنفی مولوی کا سائل کی بیوی کو حلالہ کے لئے اس کے بھائی سے نکاح پڑھنا شرعاً فعل حرام ہے اور مولوی مذکور کی جہالت، نادانی، بے وقوفی اور حماقت ہے۔ ایسے ہی جاہل مولوی لوگوں کی گمراہی کا باعث بنتے ہیں۔ سائل کے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی مذکور اپنے مذہب سے بھی بے خبر اور جاہل ہے۔ دوران عدت نکاح پڑھنا کسی بھی مکتب فکر کے نزدیک جائز نہیں فقہ حنفی کی رو سے جو طلاقِ ثلاثہ کا وقوع ہونا ہے اس کی اجازت نہیں کہ عدت کے دوران ہی نکاح حلالہ کیا جائے اور عورت کو پہلے خاوند کے پاس ہی رہنے دیا جائے اور نکاح دوسرے شوہر سے پڑھ دیا جائے۔ یہ ایک لطیفہ سے کم نہیں۔ بہر کیف حلالہ کروانا شرعاً ناجائز وحرام ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل پر لعنت ذکر کی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے زنا سمجھتے تھے:

((عن أبی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ المحلل والمحلل لہ۔))

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حلالہ کرنے والے اور کروانے والے پر لعنت کرے۔'' (مسند احمد ۲۲۳/۲، بیہقی ۲۰۸/۷)

علاوہ ازیں یہی حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نسائی، ابنِ ابی شیبہ، جامع ترمذی اور سنن دارمی میں موجود ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح اور امام ابنِ قطان نے بخاری کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ ملاحظہ کیجئے التلخیص الجبیر لا بن حجر عسقلانی علاوہ ازیں سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ألاأخبرکم بالتیس المستعار قالوا بلی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ہو المحلل لعن اللہ المحلل والمحلل لہ۔))

''کیا میں تمہیں ادھار سانڈھ کی خبر نہ دوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ حلالہ کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ حلالہ کرنے اور کروانے والے پر لعنت کرے۔''

(ابنِ ماجہ ۱۹۳۲، مستدرک حاکم ۱۹۸/۲، بیہقی ۲۰۸/۷)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((واللہ لاأوتی بمحلل إلا رجمتہما))

''اللہ کی قسم میرے پاس حلالہ کرنے والا اور کروانے والا لایا گیا تو میں دونوں کو سنگسار کردوں گا۔''

(مصنف عبدالرزاق ۶/۲۶۵، سنن سعید بن منصور ۲/۴۹،۵۰، بیہقی ۷/۲۰۸)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((لایزالان زانتین وإن مکثا عشرین سنۃ.))

''حلالہ کرنے والا مرد و عورت اگرچہ بیس سال اکھٹے رہیں، وہ زنا ہی کرتے رہیں گے۔'' (المغنی ابنِ قدامہ ۱۰/۵۱)

((جاء رجل إلی ابن عمر رضی اللہ عنہ فسألہ عن رجل طلق امرأتہ ثلاثا فتزوجہا اخ لہ عن غیر مؤامرۃ منہ لأخیہ لم تحل للأول قال لا إلا نکاح رغبۃ کنا نعدہ سفاحا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.))

''ایک آدمی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ پھر طلاق دہندہ کے بھائی نے اس کے مشورے کے بغیر اس عورت سے نکاح کر لیا تاکہ وہ اس کو اپنے بھائی کے لئے حلال کردے۔ کیا یہ پہلے خاوند کے لئے حلال ہو سکتی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نکاح شرعی کے بغیر یہ حلال نہیں ہو سکتی ہم اس طریقے (یعنی حلالہ) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بدکاری (زنا) شمار کرتے تھے۔'' (ملاحظہ ہو: مستدرک حاکم ۲۸۶، ۲/۲۱۷، بیہقی ۷/۲۰۸، التلخیص الحبیر ۳/۱۷۱۔ تحفۃ الاحوذی 1752، امام حاکم نے اس روایت کو بخاری مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے ان کی اس پر موافقت کی ہے)

مذکور بالا احادیث و آثار صحیحہ سے معلوم ہوا کہ حلالہ کرنا زنا ہے اور فعل حرام حلالہ کرنے اور کروانے والا لعنتی ہے۔ لہٰذا مولوی مذکور کا سائل کی زوجہ کا حلالہ کے لئے دعوت دینا بلکہ نکاح حلالہ پڑھنا فعل حرام کا ارتکاب ہے اور شریعت اسلامی کی رو سے بدکاری و فحاشی کو پھیلانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لعنتی عمل سے محفوظ رکھے مذکورہ بالا دلائل کی رو سے سائل مذکور نے جو اپنی زوجہ کو تین طلاقیں اکھٹی دے ڈالیں وہ شرعاً ایک طلاق رجعی ہے جس میں اسے رجوع کا حق حاصل ہے اور سائل نے اپنے اس حق کو استعمال کر کے اپنی زوجہ سے رجوع کر لیا اور دوبارہ خانہ آبادی کر لی ہے۔ اب یہ بلا تردد و شبہ اپنا گھر آباد رکھیں رجوع کے بعد حنفی مولوی کا نکاح حلالہ پڑھنا پھر تین طلاقیں دلوانا سارا کام عبث، ناجائز و حرام ہے اور یہ نکاح باطل ہے جس کی تنفیذ نہیں ہو سکتی۔

نوٹ: بریلوی علماء میں سے چیف جسٹس پیر کرم شاہ بھیروی کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ تفصیل کے لئے ان کی تفسیر ضیاء القرآن سورۃ البقرۃ ملاحظہ کریں اس طرح کئی حنفی علماء کے فتاویٰ اس موقف کی تائید میں ''مجموعہ مقالاتِ علمیہ، ایک مجلس کی تین طلاق'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج1

محدث فتویٰ